مسلمانوں کے لئے ایک انمول دستور العمل

یعنی

حضور پرنور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

وصایا شریف

جسکو

جناب مولنا مولوی حسنین رضا خان صاحب نے بعض ضروری حالات کے ساتھ مرتب کیا

اور جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی نے اپنے صرف سے

الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ میں چھپوایا



الحمد للہ الذی کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وعلیٰ آلہ
وصحبہ وحزبہ وابنیا لہم ابداً ابدا

بحیثیت اسکے کہ یہ رسالہ **اعلیحضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصایا پر مشتمل ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتوب وصایا کے ساتھ بعض اون ملفوظ وصایا کو بھی جمع کروں جو زمانہ علالت میں وقتاً فوقتاً ارشاد ہوئے۔

یوں تو انکی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہمیشہ نصائح کے انمول موتیوں سے دامن مراد بھر کر اٹھا مگر خوشخبری ہے اوس کو جس نے اون نصائح کو گوش دل سے سنا اور اون پر عمل کیا افسوس ہے کہ وہ زواہر اوس دُرفشانی کے ساتھ ہی سلک تحریر میں نہ آسکے جو دو چار باتیں میرے خیال میں ہیں حوالہ قلم کرتا ہوں۔ اسی اثنا کے بعض ضروری حالات بھی اضافہ کروں گا۔

اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ **۱۴ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ** کو بھوالی سے واپس تشریف لائے مسلمانان بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں ہلچل ہو گئی

بھوالی میں اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اوس سے ضعف شدید ہوگیا وطن اور بیرونجات کے دور دراز مقامات سے مسلمان عیادت وبیعت کیلئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے باوجود نقاہت اونکی ہر مجلس عیادت تذکیر ونصائح کا ذخیرہ ہوتی اُن کی کبھی کوئی مجلس سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی مگر اس دوران علالت میں بکثرت ذکر شاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے تضرع وخشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے خود اپنی نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا اوس نے سب کچھ پالیا کبھی فرماتے اگر بخشدے اوس کا فضل ہی نہ بخشے تو عدل ہے۔ عرس شریف میں قل کیوقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا یہ وعظ ونصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد وارشاد کا پچھلا دور مولنا امجد علی صاحب نے کچھ وصایا شریف قلمبند کئے تھے جو خود حضور اقدس نے القا فرمائے تھے۔ افسوس ہی کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ اون کا ابتک پتہ نہ چلا روز عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے اونکی برکات سے حصہ لینے کے لئے گوش گذار ناظرین کئے جاتے ہیں۔

ملفوظ وصایا

پیارے بھائیو ہماری ملاقات فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی بڑھاپا آیا اب کونسا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی اُمید نہیں اسوقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ ورسول

جل جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑئے تمھارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں بہکادیں تمھیں فتنے میں ڈالدیں تمھیں اپنے ساتھ جہنم میں لیجائیں اون سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے قادیانی ہوئے چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑئے ہیں تمھارے ایمان کی تاک میں ہیں اُن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزۃ جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے اونسے تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اون سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے اون سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو ہمیں اسکی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت اون کی تعظیم اور اون کے دوستوں کی خدمت اور اون کی تکریم اور اون کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمھارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اوس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمھارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اوسے دودھ سے مکھی کی طرح نکالکر پھینکدو میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر بھی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کردیگا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمھیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سُن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اُٹھکر تمھارے پاس بتانے نہ آؤں گا جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اوس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اوس کے لئے ظلمت و ہلاک یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ

غائبین کو اس سے آگاہ کریں اور دوسری میری وصیت یہ ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے
کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دئے
اللہ تعالےٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ صاحبوں سے اُمید ہے
کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہونگے۔ میں نے تمام
اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کردئے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ
عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کردیں
اور حاضرین پر میرا فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اون سے میری معافی کرالیں۔
ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اوسکے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے
نوے برس سے زائد ہوگئے میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب
وہ تشریف لیگئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ
سال کی عمر میں اون سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کرلی
غرضکہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار اون پر نہ رہنے دیا جب اونھوں نے رحلت فرمائی
تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں تم ہو[عہ] مصطفےٰ رضا ہیں تمہارا بھائی حسنین ہے
سب مل کر کام کروگے تو خدا کے فضل و کرم سے کرسکوگے اللہ تمھاری مدد فرمائیگا۔
اسکے بعد اپنے پس ماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقی علم کی دعا فرمائی[عہ]۔
ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے لوگوں کا اوس روز
بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہیگا کچھ اوسروز ہی اپنی رحلت کی تصریح نفرمائی بلکہ اسکے بعد سے
یوم الوصال تک لگاتار خبریں ہی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ
منٹ کی خبریں ہیں لے تمام واقعات اپنی ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہیں یہ کہنے کیلئے بالکل

عہ یہ خطاب خلف اکبر مخدومنا حضرت مولٰنا شاہ مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ہے ۱۲

عہ اے اللہ تو ان ناتوان ہاتھوں کی لاج رکھ لے جو ہمیشہ تیرے ہی آگے پھیلے ہیں ۱۲

مجبور ہوں کہ اعلیٰحضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تفرد اور امتیاز دور جدید کے علماء ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری اونھیں طبقۂ اولیا میں بھی حاصل تھی اون کثیر اخبار میں سے بعض کو حوالۂ قلم کرتا ہوں۔

اخبار ارتحال

رمضان شریف ۱۳۳۹؁ھ میں اعلیٰحضرت قبلہ بھوالی[ف] تشریف رکھتے تھے اور آپکی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں یہ کم وبیش تین برس سے علیل تھیں اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہوچکی تھی جب نماز عید پڑھانے کے لئے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحبزادی صاحبہ نے اشتداد مرض کی کیفیت عرض کی سُنا۔ چلتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تمھارا داغ نہ دیکھونگا حالانکہ وہ بہت زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ ہی روز زندہ رہیں ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۰؁ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصال شریف سے دو روز قبل چہارشنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب بھائی حکیم حسین رضاخاں صاحب کو نبض دکھائی بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے اونھوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملتی اسپر دریافت فرمایا آج کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہارشنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ[ف] پرسوں ہے یہ فرماکر دیر تک حسبنا اللہ نعم الوکیل پڑھتے رہے۔

[ف] بھوالی تشریف لیجانیکا نکتہ یہ ہے کہ فرائض تکمیل عظمت اعلیٰحضرت کا قلب ایسی محسوس کرتا تھا جو اولیاء کاملین کا مخصوص حصہ ہے گوناگون امراض اور مزید ان ضعف سے یہ طاقت نہ رکھتے تھے کہ موسم گرما میں روزہ رکھ سکیں اس لئے آپ نے اپنے حق میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں روزہ رکھ لینا ممکن ہے تو روزہ رکھنے کے لئے وہاں جانا استطاعت کی وجہ سے فرض ہوگیا ۱۲

[ف] میں اس وقت حاضر تھا کہنے والے نے میرے دل میں فوراً کہدیا کہ امام اہل سنت جمعہ کے بعد ہم میں رہنے والے نہیں ۱۲

شب پنجشنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں شاید کوئی ضرورت ہو منع فرمایا جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا انشاء اللہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمہارا خیال ہے تم سب سو رہو۔

وصال کے روز ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ میں کرسی پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہوگا پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

عالیجناب چودھری عبد الحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ (جو اعلیحضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اعلیحضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی صاحب کو جو سیتاپور کے ایک پرانے طبیب ہیں صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں میرے خیال سے اونھیں بلا لیا جائے ارشاد فرمایا کہ انسان آخر وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب حاضر خدمت تھے اعلیحضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے ہے معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں جائداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا جائداد کی جو تہائی آمدنی مصرف خیر میں رکھی باقی اپنے ورثا پر حصص شرعی وقف علی الاولاد فرما دی پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا جو درج ذیل ہے۔

---

۵ جب سے حضور والا کو ضعف لاحق ہوا اور چلنے سے معذوری ہوئی کرسی پر پنجگانہ نماز کو تشریف لاتے رہے اور تمام فرائض باجماعت ہی ادا فرماتے رہے اس مرتبہ بھوالی سے واپسی پر بے انتہا ضعف لاحق ہوا تو صرف جمعہ ہی باجماعت ادا فرمایا کئے حتیٰ کہ جمعۃ الوصال سے پہلے والا جمعہ بھی باجماعت ادا فرمایا۔

۵ وقت غسل نجاست خارج ہوتی ہے حضور والا نے اسکا پہلے سے اہتمام فرما لیا تھا اُس دن کچھ غذا نہ کھائی اور وصال سے کچھ قبل اسی لئے چوکی پر تشریف لے گئے ۱۲

حسبنا اللہ ونعم الوکیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوب وصایا

جو وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود دست قدس سے تحریر فرمائے

(۱) شروع نزع کے قریب کارڈ لفافے، روپیہ پیسہ کوئی تصویر (یعنی) اس دالان میں نہ رہے جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے۔

(۲) سورۂ یٰس وسورۂ رعد بآواز پڑھی جائیں کلمہ طیبہ سینہ پردم آنے تک متواتر بآواز پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے۔ کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

(۳) بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کردی جائیں بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ کہہ کر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں دعا پڑھ کر سیدھے کردئے جائیں پھر اصلاً کوئی نہ روئے۔ وقت نزع میرے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگتے رہو۔ کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں جنازہ اوٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

(۴) غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو حامد رضا خاں وہ دعائیں* کہ فتاوی میں لکھی ہیں خوب ازبر کرلیں تو وہ نماز پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی۔

(۵) جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازہ کے آگے اگر پڑھیں تو قصیدہ (یعنی) بردہ شریف یا قصیدہ درود اور ذریعۃ القادریہ

---

* یہ دونوں نظمیں خود حضور پرنور اعلیٰحضرت قبلہ کی ہیں اور پہلی حدائق بخشش (حصہ دوم) میں طبع ہوئی ہے جسمیں حضور پرنور کا تازہ کلام جمع کرکے حال میں شائع کیا گیا ہے۔

(۶) خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے۔ یونہیں قبر پر۔

(۷) قبر میں بہت آہستگی سے اُتاریں۔ دہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھکر لٹائیں نیچے نرم مٹی کا پشتارہ لگادیں۔

(۸) جبتک قبر طیار ہو سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں۔ نان قبر پر نہ لیجائیں یہیں تقسیم کردیں وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بےحرمتی۔

(۹) بعد طیاری قبر سرہانے الٓمٓ۔ مفلحون پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار بآواز بلند حامد رضا خاں اذان کہیں پھر سب واپس آئیں اور ملتمس میرے مواجہہ میں کھڑے ہوکر ۳ بار تلقین کریں پیچھے ہٹ ہٹ کر پھر اعزا احبا چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الرّاحمین کے سپرد کرکے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارا ہو سکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اُس نئے مکان سے دل لگ جائے۔

(۱۰) کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۱) فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرا کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۲) اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیا سے بھی کچھ بھیجدیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ۔ خواہ بکری کا شامی کباب۔ پراٹھے اور بالائی۔ فیرینی۔ اُردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار

لہ اعلیحضرت قبلہ اُن ابرار میں سے تھے جو آیہ کریمہ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ کے مصداق ہیں حضور والا کو مدت العمر غربا سے محبت رہی اُن کی امداد و اعانت فرماتے رہے اور وقت وصال بھی اُنھیں کا خیال ہے کہ اپنے مرغوب کھانے اُنھیں پہنچتے رہیں شان کرم یہ ہے۔

ل جو وقت سے وصال فرمایا اُس وقت سے غسل شریف تک گھر میں قرآن عظیم باواز پڑھا گیا پھر تین شبانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی۔

کا پانی سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو۔ یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔

(۱۳) مجھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں نہ رو رعایت سے ان کی غلط فہمی ہے ان پر ان کی اطاعت و محبت واجب ہے اور اُن پر ان سے محبت و شفقت لازم جو اُس کے خلاف کریگا اس سے میری روح ناراض ہوگی۔

(۱۴) رضا حسین حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے۔ والسلام ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وصیت و وصایا قلمبند ہوئے

دستخط بقلم خود بحالت صحت حواس واللہ شہید وله الحمد و صلی اللہ تعالی و بارک وسلم علی شفیع المذنبین وآله الطیبین وصحبه المکرمین وابنه وحزبه الی ابد الآبدین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

مجدد مأة حاضرہ

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں خود تحریر فرمائی ہیں اُن کا ذکر یہاں ضروری ہے لہٰذا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ مخدومی عالیجناب صاحبزادہ مولانا سید محمد صاحب اشرفی کا وہ مضمون جو تاریخوں پر مشتمل ہے پورا درج کردوں۔

امام الہدیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ

حدیث شریف میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد دین بھیجتا ہے رواہ ابوداود فی سننہ وحسن بن سفیان فی مسندہ والبزار فی المسند والطبرانی فی المعجم الاوسط وابن عدی فی الکامل والحاکم فی المستدرک وابونعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی المدخل وغیرھم من المحدثین اس حدیث جلیل کی شرح میں شیخ الاسلام بدرالدین اہدل رسالہ مرضیۃ فی نصرۃ مذہب الاشعریۃ میں لکھتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُجَدِّدَ اِنَّمَا ھُوَ بِغَلَبَۃِ الظَّنِّ مِمَّنْ عَاصَرَہٗ بِقَرَائِنِ اَحْوَالِہٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِعِلْمِہٖ وَلَا یَکُوْنُ الْمُجَدِّدُ اِلَّا عَالِمًا بِالْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّۃِ الظَّاھِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ نَاصِرًا لِّلسُّنَّۃِ قَامِعًا لِّلْبِدْعَۃِ یعنی مجدد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور دیکھا جائے کہ اُس کے علم نے کیا نفع پہنچایا اور مجدد وہی ہو گا جو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم و عارف ہو سنت کا مددگار ہو بدعت کا اکھاڑنے والا ہو۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود میں فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَۃِ رَجُلًا مَشْھُوْرًا مَعْرُوْفًا مُشَارًا اِلَیْہِ وَلٰکِنْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ مِائَۃٍ اَیْضًا مَنْ یَّقُوْمُ بِاَمْرِ الدِّیْنِ وَالْمُرَادُ بِالذِّکْرِ مَنِ انْقَضَتِ الْمِائَۃُ وَھُوَ حَیٌّ عَالِمٌ مَشْھُوْرٌ مُشَارٌ اِلَیْہِ ملخصا یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور معروف ہو اور امور دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گذشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علما کا مشار الیہ ہو گا یہ حدیث شریف ہم کو ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سناتی ہے۔ ائمہ کرام بتاتے ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری حصہ میں جس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی مرکز

علوم سمجھا جاتا ہو اُس کے قدم مجدد کے قدم ہیں۔

اب آؤ دیکھیں کہ تیرہویں صدی گذر گئی اور چودھویں صدی قریب نصف حصّہ کے طے کر چکی ہمارا مجدد تیرہویں صدی میں پیدا ہو چکا اور شہرت حاصل کر چکا اور چودھویں صدی میں علمار دین کا مشار الیہ قرار پا چکا جس پر علامہ بدرالدین ابدال امام سیوطی کی شہادت گذر چکی۔ اس کی تلاش کرو۔

ہمیں اس جستجو میں آسمان پر پرواز کی حاجت نہیں کرۂ زمین کے طواف کی ضرورت نہیں۔ بلحاظ ربع مسکوں وہ بھی صرف آبادی اسلام وہ بھی صرف آستانجات علمار کرام کی خاکروبی ہمارے مدعا کو کافی ہی اب ہم ہیں اور پُر شوق نگاہیں تمناؤں بھرا دل۔ نظر اٹھتی ہی تو ہندوستان سے گذر کر سمندر کو طے کر کے اسلام کے مرکز اور دین کے محور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما کی گلی گلی کا طواف اور کوچہ کوچہ کا چکر لگا رہی ہی۔ کبھی غلاف کعبہ پکڑے عرض کر رہی ہی کہ اے مالک و مولی جل و علی ہمارے مذہبی رہنما اور دینی پیشوا کا پتہ دے۔ کبھی روضۂ مقدسہ کے سامنے باادب عرض گذار ہی کہ اے دو جہان کے آقا صلوات اللہ و سلامہ علیک ہمیں حضور اپنی بشارت کا مصداق بتائیں۔ اُن عرضیوں کے ساتھ چار آنسو نذر کر رہی ہی۔ الحمد للہ کہ عرضی قبول ہوئی اور عقل سلیم مجالس علماء کی طرف لے چلی اور حرمین محترمین کے مفتیان کرام و آئمہ حرمین عظام و جمیع علمار اسلام کے قدموں پہ ہمیں ڈال دیا۔ ہم چپ ہیں ساکت و صامت ہیں کہ تاب گویائی باقی نہیں ہی اتنا دیکھتے ہیں کہ ان علمار کے دست اقدس میں کوئی معتمد و مستند رسالہ کوئی معتقد و منتقد عجالہ ہی اور اُن کے قلم و زبان کسی کی مداحی میں یوں زمزمہ سنج ہیں مناقب علیہ کا اظہار ان لفظوں سے ہو رہا ہے عالم۔

علامہ کامل۔ استاذ ماہر۔ مجاہد۔ معززہ باریکیوں کا خزانہ۔ محفوظ۔ برگزیدہ۔ گنجینہ۔ علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا۔ دریائے فضائل۔ علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ امام پیشوا۔ روشن ستارہ۔ اعدائے اسلام کے لئے تیغ بُران۔ استاد معظم۔ نامور مشہور ہمارا سردار جلیل القدر دریائے ذخار۔ بسیار فضل۔ دلیر۔ بلند ہمت۔ ذہین دانشمند۔ بحر ناپیدا کنار۔ شرف و عزت والا صاحب ذکا ستھرا۔ ہمارا مولی۔ کثیر الفہم۔ منقبتوں اور فخر دل والا۔ یکتائے زمانہ۔ اپنے وقت کا یگانہ

علمارِ مکہ۔ اُن کے فضائل پر گواہ۔ **اس صدی کا مجدد**۔ زبردست عالم۔ عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر۔ بڑائیاں ظاہر۔ دین کے اُصول و فروع میں تصانیف متکاثر مشہور۔ ان کے کمال کا بیان طاقت سے باہر علم کا کوہ بلند۔ طاقتور زبان والا۔ حاوی جمیع علوم۔ ماہر علوم غریبہ دین کا زندہ کرنیوالا۔ وارث نبی۔ سید العلما مایۂ افتخار علما۔ مرکز دائرہ علوم۔ ستارۂ آسمان علوم۔ مسلمانوں کا یادر و نگہبان حکم۔ حامی شریعت خلاصۂ علماء راسخین۔ فخر اکابر۔ کامل سند معتمد۔ پشت پناہ۔ محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جارہی ہے کہ آفتاب معرفت کثیر الاحسان کریم النفس۔ دریائے معارف۔ مستحبات وسُنن و واجبات و فرائض پر محافظ۔ محمود سیرت ہر کام پسندیدہ۔ صاحب عدل عالم باعمل۔ عالی ہمم۔ نادرِ روزگار۔ خلاصہ لیل و نہار اللہ کا خاص بندہ۔ عابد۔ دنیا سے بے رغبتی والا۔ عرفان و معرفت والا۔ خبیر۔

میں اُس مالک پر صدقے اُس آقا پر ماں باپ قربان جس سے ایک حامی سنت ماحی بدعت مشہور عالم کی تمنا عرض کی گئی اور ہم کو اس کا پتہ ملا جو سنت و اہل سُنت کا یادر و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لئے تیغ براں اور علم میں کوہ بلند۔ کامل سند۔ مرکز دائرہ علوم امام و پیشوائے اسلام ہے۔ اُس کا نشان ملا جو نہ صرف باطن کا عالم ہی بلکہ وہ دریائے معرفت اور اللہ کا خاص بندہ۔ عالی ہمم خلاصۂ لیل و نہار ہی بلکہ ہم اُس کو پاگئے جو علمار کی زبان پر **اس صدی کا مجدد** پکارا جاتا ہی۔ وہ کون ہی؟ بددینوں کی آنکھیں کور ہوں حاسدوں کی نگاہوں میں خاک ہو وہ وہی ہی جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر شریف میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتار کا عزت بخش ہوا اور ۲۰ برس تک تیرہویں صدی میں اپنے فتاویٰ و تصانیف سے علوم کے دریا بہائے عرب و عجم نے سر عقیدت ٹیک دئے اور ۱۳۲۴ھ میں اُسکی سرکار اعلیٰ بلند و بالا کو وہ عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ افغانستان و ترکستان عراق و حجاز خاص حرمین محترمین کے علمار نے زانوئے ادب تہ کر دئے اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزرانے جن کو ابھی تم سُن چکے ہو (دیکھو

حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے؟ سنو اور گوش ہوش سے سنو: وہ ہی مقدس مفتی ہے جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لیے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرائی:۔ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ۱۲ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی کچھ سمجھے کہ اولٰئک یعنی وہ لوگ کن کی طرف اشارہ ہے دیکھو کریمۂ مذکورہ کے پہلے کی آیت فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط یعنی تو نہ پائیگا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ و قیامت پر کہ اُن کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی چاہے وہ اُن کے باپ بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی تائید فرمائی۔ تم ہمارے ممدوح کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ اور کفر و مرتدین و فرق ضالین کا جو ردو استیصال فرمایا ہے اُس پر نظر ڈالو تو بیساختہ کہہ اُٹھوگے کہ آیۂ کریمہ کا خلعت فاخرہ تن اقدس پر کیسا پر زیب ہے۔

اب ذرا کریمۂ مذکورہ کے بعد کی آیت تلاوت کرو فرماتا ہے وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط یعنی انھیں باغوں میں اللہ تعالیٰ لے جائیگا نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ رہینگے اُس میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں خبردار اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔ بتاؤں کہ وہ اللہ والا مجدد کون ہے؟ جس کو آیہ کریمہ کی بشارت کا وہ حق و استحقاق ہے کہ اگر اولٰئک میں بعد لام کے الف کو کتابت میں ظاہر کر دو تو اُس کی عمر شریف کی تعداد ۶۸ برس کا پتہ چلتا ہے۔ اب اولٰئک کی جگہ ممدوح کا تصور کرو اور پاکیزہ حیات کو سوچکر بجوبہ تعالیٰ کہہ سکتے ہو کہ وہ اڑسٹھ برس والا کامل الایمان و مؤید

من اللہ تھا۔

بتاؤں کہ وہ موئد من اللہ مجدد کون ہی؟ بے دینوں کا ستیناس ہو حاسدوں کا بُرا ہو وہ وہی مبارک ہستی ہی جس کے علم و کمال و فضل بے مثال نے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور اسلام و اہل اسلام کی موجودہ پر شور و شر زمانہ میں پچپن برس تک مدد و محافظت فرما کر دین کو تازہ زندگی عطا کر کے سنہ ۱۳۴۰ھ کو اڑسٹھ برس کی عمر شریف میں ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا اور ۲۵ صفر یوم جمعہ مبارکہ کو اپنے رب سے جا ملا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بتاؤں کہ وہ محی دین مجدد کون ہی؟ جو اپنی وفات شریف سے چار ماہ بائیس[۲۲] روز قبل بمقام کوہ بھوالی اپنے وصال کی تاریخ یہ فرما چکا ہی بلکہ یوں کہو کہ تاریخ وفات کے لیے بھی جس کی زبان سے قدرت نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ

۱۳ ھ ۴۰

یعنی خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے اُن کو گھیرے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ بشارت ابرار کے لئے آئی ہے اور ابرار کے معنی مدارک شریف میں یہ لکھے ہیں هُمُ الصَّادِقُوْنَ فِي الْاِيْمَانِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا يُضْمِرُوْنَ الشَّرَّ یعنی ابرار کے معنی ہیں سچے ایماندار یہ وہ لوگ جو چیونٹی تک کو ایذا نہیں دیتے اور نہ کسی شر کو پوشیدہ رکھیں۔ اب پھر ایک مرتبہ ہمارے ممدوح کی نفیس زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرو بے اختیار کہہ پڑوگے کہ ایسا سچا ایماندار ایسا شور و شر کا مٹنے والا اور بلا وجہ شرعی کسی کو رنجیدہ نہ کرنے والا کوئی دوسرا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کو یاد رکھنا کہ تلاوت آیۂ کریمہ مذکور کے ساتھ یہ بھی ارشاد کر دیا گیا ہی کہ کریمہ سے ۵ و ۲ کے عدد بحساب ابجد سنہ ۱۳۳۴ھ ہوتے ہیں جو تاریخ وصال حضرت خاتم المحدثین مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ کی ہے اب اگر دونوں تاریخوں کو ملا کر پڑھو تو یوں کہو کہ۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَاب

۱۳ ھ ۴۰

یہ علف اور اختصاص باہمی کا پتہ دیتا ہے جو حضار آستانہ پر پوشیدہ نہیں ہے بتاؤں کہ وہ صادق الایمان مجدد کون ہے؟ جس نے اپنی وفات سے عرب و عجم کو تاریک کر دیا اور جس کی ہزاروں تصانیف علیہ اس کی حیات کو بعونہ تعالیٰ باقی رہینگی جو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل فرمایا گیا مگر اعانت و مدد کا ہاتھ ہمیشہ اسلام و مسلمین پر انشاء اللہ تعالیٰ رہے گا۔

بتاؤں کہ وہ مشہور مجدد کون ہے؟ جس کے وصال میں عامۂ اہل اسلام بیچین ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا امام رخصت ہو گیا۔ جمیع علماء اسلام کہتے کہ **مجدد مائۃ حاضرہ** وصال فرما گیا اور تمام مشائخ عظام جو مسند رشد و ہدایت کی زینت ہیں فرماتے ہیں کہ **قطب الارشاد** اٹھ گیا غرض عرب و عجم میں ہلچل پڑ گئی بلکہ ارواح طیبہ پر بھی بڑا اثر پڑا بتاؤں کہ وہ محبوب و ممدوح خلائق **مجدد** کون ہے؟ جس کی خبر وفات سنتے ہی ہر طبقہ کو حسرت کے عالم میں سکتہ ہو گیا اور زبانیں بیساختہ دعائیں دینے لگیں اور برکتیں حاصل کرنے لگیں چنانچہ حضرت والد ماجد قبلہ مدظلہ کی زبان مبارک سے بیساختہ نکل گیا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھا گیا تو یہ وصال کی تاریخ کا جملہ ہے اب میں ممدوح کا نام و لقب مبارک بتاتا ہوں تم کہو اور کہتے رہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہم کہیں۔

۱۳۴۰ھ

امام الہدیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ

۱۹۲۱ سنہ

بعض واقعات

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھکر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے۔ جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا عرض کیا گیا فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھدو یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹادو۔ یہاں تصاویر کا کیا کام یہ خطرہ گذرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ پھر ذرا وقفہ سے برادر معظم حضرت مولنا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولنا مصطفےٰ رضا خاں صاحب سلمہ سے پھر ارشاد ہوا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر زبر میں اس وقت فرق ہوا خود تلاوت فرماکر بتادی اس کے بعد سید محمود علی صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے ان کے ساتھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے اس وقت جو جو حضرات اندر گئے سب کے سلام کے جواب دئے اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھاکر مصافحہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے حال دریافت کرنا چاہا مگر وہ اس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے ان سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر سے پرواز کرگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا جنھیں ایک جھلک دکھادیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں جانا معلوم بھی نہیں ہوتا ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو

ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبان خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں
جان کنی کا وقت سخت ترین وقت ہی لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن
پڑ جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو یہ جسم و روح جیسے دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہی مگر بجائے کلفت
مسرت دیکھی وہ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے۔ وصال محبوب کا وقت قریب
آگیا ہے۔ عزیز و اقارب گرد و پیش حاضر ہیں مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے یقیناً وہ ایسی ذات سے
عنقریب ملا چاہتے ہیں جو ان سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری اور محبوب حقیقی ہے۔

غسل شریف

غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سید اظہر علی صاحب نے
محمد محمودی جناب مولنا امجد علی صاحب نے حسب وصیت شریف غسل دیا اور جناب حافظ
امیر حسن صاحب مرادآبادی نے، مودودی مولنا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان
صاحب اور سید ممتاز علی صاحب اور ہم مکرم جناب مولنا محمد رضا خاں صاحب نے پانی
ڈالا یہ خاکسار اور جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب اور جناب لیاقت علی خاں صاحب
رضوی اور منشی خدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے مولنا مصطفے رضا نا نصاحب
علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے مخدومنا مولنا شاہ
محمد حامد رضا خاں صاحب نے مواضع سجود پر کافور لگایا جناب مولنا مولوی سید محمد نعیم الدین
صاحب نے کفن شریف بچھایا میں نے نام اور کام اپنی ناتمام یاد پر لکھے ہیں اگر کسی صاحب کے
نام و کام سے سہو ہوا ہو تو معاف فرمائیں عین وقت غسل ایک حاجی صاحب اعلیٰحضرت قبلہ
سے ملنے تشریف لائے انھیں یہاں آکر وصال شریف کی خبر ہولی تحفہ میں زمزم شریف اور مدینہ
طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خدمت رخصت

میں لگا دیا گیا تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ طیبہ سے سرکاری عطا
عین وقت پر پہونچی وصال محبوب کے لئے وہ اُن کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے
غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقعہ دیا گیا گھر میں عورتوں کی اور
باہر مردوں کی بیحد کثرت تھی۔ عورتوں نے زیارت کرلی لوگوں میں ایسا جوش کبھی نہ دیکھا گیا۔
کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا وجد و شوق نے لوگوں کو از خود رفتہ و بیخود
بنا دیا تھا جو جنازہ تک پہنچ لئے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے اور جو نہ پہنچے وہ اس کی کوشش میں
کٹنے مرنے کو تیار تھے آج اپنے پرائے سب ایک تھے وہابی۔ رافضی۔ نیچری۔ حتیٰ کہ گاندھوی
تک بکثرت شریک تھے۔ ایک رافضی المذہب انتہائی کوشش اور پوری قوت صرف کرکے
جنازہ تک پہونچا اُسے ایک سُنی نے یہ کہکر ہٹا دیا کہ مدت العمر اعلیٰحضرت کو تم لوگوں سے نفرت
رہی جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا۔ اُس نے کہا کہ بھائی اب مجھے یہ کہاں ملیں گے مجھے اب لِلّٰہ
نہ روکو۔ جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی عیدگاہ
میں نماز جنازہ ہوئی پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا۔ مگر دو رویہ
چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہلسنت کا
یہ آخری جلوس ہی لاؤ نظارہ کرلیں بعد نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام
راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی۔ حسب وصیت "کروروں درود" والی نظم
نعت خواں پڑھ رہے تھے۔

وہ دعائیں جن کی نمازِ جنازہ میں پڑھنے کی وصیت فرمائی

١ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا
وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا

تَوَفَّيْتَهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَ(هٗ) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ(هٗ)
(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ (لَهٗ) وَارْحَمْ(هٗ) وَعَافِ(هٖ) وَاعْفُ عَنْ(هٗ) وَاَكْرِمْ
نُزُلَ(هٗ) وَوَسِّعْ مُدْخَلَ(هٗ) وَاغْسِلْ(هٗ) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ
وَنَقِّ(هٖ) مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ
اَبْدِلْ(هُ) دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِ(هٖ) وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِ(هٖ)
(وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ) وَاَدْخِلْ(هُ) الْجَنَّةَ وَاَعِذْ(هُ) مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ (۳) اَللّٰهُمَّ
(عَبْدُكَ وَابْنُ) اَمَتِكَ (يَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ وَ(يَشْهَدُ) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ
اَصْبَحَ (فَقِيْرًا) اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِ(هٖ)
(تَخَلّٰى) مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّ(هٖ) وَاِنْ كَانَ
(مُخْطِئًا) فَاغْفِرْ لَ(هٗ) اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَ(هٗ) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَ(هٗ)
(۴) اَللّٰهُمَّ (هٰذَا عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ (ابْنُ) اَمَتِكَ مَاضٍ فِيْ(هٖ) حُكْمُكَ
خَلَقْتَ(هٗ) وَلَمْ (يَكُ) شَيْئًا مَّذْكُوْرًا (نَزَلَ) بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ
مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ لَقِّنْ(هُ) حُجَّتَ(هٗ) وَاَلْحِقْ(هُ) (بِنَبِيِّهٖ) مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبِّتْ(هُ) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّ(هٗ) افْتَقَرَ
اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْ(هُ) كَانَ (يَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
فَاغْفِرْ لَ(هٗ) وَارْحَمْ(هُ) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَ(هٗ) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ(هٗ)
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ (زَاكِيًا) فَزَكِّ(هٖ) وَاِنْ كَانَ (خَاطِئًا) فَاغْفِرْ
لَ(هٗ) (۵) اَللّٰهُمَّ (عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ احْتَاجَ) اِلٰى رَحْمَتِكَ
وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِ(هٖ) اِنْ كَانَ (مُحْسِنًا) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِ(هٖ)

وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ (٦) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ
عَبْدِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ
وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا
اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَاغْفِرْ لَهٗ
وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (٧) اَصْبَحَ عَبْدُكَ هٰذَا
قَدْ تَخَلّٰى عَنِ الدُّنْيَا وَتَرَكَهَا لِاَهْلِهَا وَافْتَقَرَ اِلَيْكَ وَ
اسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ وَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (٨) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا
لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا
جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ (٩) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَ
اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ
فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
وَلَهٗ (١٠) اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ
فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ
اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (١١)
اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ
عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا (١٢) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ مَعَادُنَا (١٣) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (ها) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (ها) (۱۴) اَللّٰهُمَّ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا
بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ
اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْكَرِيْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ يَرُدَّهٗ
اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ فَشَفِّعْنَا
فِيْهِ (ها) وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ وَحْدَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ وَحْشَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها)
فِيْ غُرْبَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ كُرْبَتِهٖ (ها) وَاَعْظِمْ لَهٗ (ها) اَجْرَهٗ (ها) وَنَوِّرْ
لَهٗ (ها) قَبْرَهٗ (ها) وَبَيِّضْ لَهٗ (ها) وَجْهَهٗ (ها) وَبَرِّدْ لَهٗ (ها) مَضْجَعَهٗ (ها) وَ
عَطِّرْ لَهٗ (ها) مَنْزِلَهٗ (ها) وَاَكْرِمْ لَهٗ (ها) نُزُلَهٗ (ها) يَا خَيْرَ الْمُنْزِلِيْنَ ۔ وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِيْنَ
وَيَا خَيْرَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِ
الشَّافِعِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حضور پر نور اعلیٰحضرت شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات

حضور پر نور کے اسلاف کرام قندھار کے رہنے والے تھے ہندوستان میں آکر قابلیت وجاہت
شجاعت کی بدولت سلاطین مغلیہ کے درباروں میں مناصب جلیلہ پر ممتاز رہے یہ وتیرہ رہا کہ مدت دراز تک
رکن سلطنت بنکر حکمرانی کی شان رکھتے اور عمر کے پچھلے حصہ میں ترک دنیا کرکے یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے پھر
اسی شان سے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے۔ عالیجناب مولٰنا کاظم علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تک تو یہ طریقہ مستمر رہا مگر قطب الوقت اعلیٰحضرت مولٰنا مولوی محمد رضا علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اعلیٰحضرت قبلہ
کے جد امجد ہیں اپنا طرز عمل تبدیل کر دیا امارت ظاہری سے کبھی کوئی تعلق نہ رکھا اور ساری عمر کامل فقیری و درویشی
میں گذار دی یہ بزرگ اپنے وقت میں شریعت و طریقت کے امام مانے گئے ہیں انکی بیشمار کرامتیں اہل شہر
کی زبانوں پر ہیں موافق و مخالف انکی مدح میں رطب اللسان ہیں خطیب علمی انکی تصانیف میں مشہور تر تصنیف ہے
کہ انھوں نے اپنے تلمیذ خاص مولٰنا علی کے نام سے شایع کرائی انکے بعد انکے صاحبزادے مولٰنا مولوی محمد نقی علیخاں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند شریعت پر رونق افروز ہوئے انھوں نے اپنے مبارک عہد میں علمی دنیا پر بڑے بڑے احسان کئے
اور اپنے بعد بھی دنیائے اسلام کی رہنمائی کیلئے اپنی علمی تصنیفات اور حضور پر نور اعلیٰحضرت کی ذات کو چھوڑا یہ
وہ مبارک ہستی ہے جسکو خدائے قدوس نے محض دین کی حمایت کیلئے اس گئی گذری زمانہ میں خلق فرمایا۔ محرم ۱۲۷۲ھ میں
حضور پر نور کی ولادت ہوئی اور آپ نے فطری شوق کی بدولت صرف چودہ سال کی عمر شریف تھی کہ فراغ حاصل
فرماکر مسند افتا پر نزول اجلال فرمایا اور اپنے مہربان باپ کو امامت تدریس افتا وغیرہ کاموں سے سبکدوش کر دیا
عمر شریف وقف خدمات دینیہ رہی تیرہویں صدی کے آخر تک تو کسیوقت جلسہ احباب میں بھی رونق افروز ہوا
کرتے مگر چودھویں صدی کے شروع میں احباب سے یہ کہکر کہ اب صدی بدلی ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہیے گوشہ نشینی
اختیار فرمائی اس سے زمانہ واقف ہے انکی پاک زندگی پر نظر کرنیسے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انھیں فقط دو کاموں کے واسطے
خصوصیت سے فرمادیا تھا احیاء دین و احیاء علوم اول الذکر کیطرف انکا میل طبعی تھا اور اس سے دلچسپی انکی فطرت میں
داخل تھی بارہا کا تجربہ شاہد ہے کہ خدمت دین انکی طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی علالت کے زمانہ میں بلاکسی وقت کے وہ کار افتا

انجام یہ تھا اگر کسی طبیب کے اصرار سے چند گھڑیوں کیلئے مشاغل علمیہ سے دست کش ہوتے تو مرض کا غلبہ ہونیلگا اور کیوں نہو کہ خدا نے انکے حق میں غذائے روح تھی اسوقت ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں ہے جسکے رد میں انکی بکثرت تحریریں نہ ہوں جب یہاں کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان و قلم کو حرکت ہوتی اور کامل استیصال فرما کر چھوڑتے میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال ضرور ہوتا ہوگا کہ اعلحضرت کی سیف زبان و نیزہ قلم کا کیا جواب ہوگا حرمین محترمین میں ہزار ہا مسلمین ہندی عالم گئے مگر وہاں کے اجلہ علماء نے جیسے سند لیا انکی دست حق پرست پر بیعتیں کیں اور استاد بنایا کمال عزت و احترام کیے انھیں مجدد مائۃ حاضرہ و امام اہلسنت کی مبارک خطابوں سے مخاطب کیا حضور پرنور اعلحضرت ہی ہیں علوم و فنون رسمیہ تو انکی آبائی میراث تھی بکثرت علوم غریبہ غیر مروجہ ہیں جنکا احیا رخداوند عالم نے حضور پرنور کے دست اقدس سے کرایا مثلاً تکسیر، توقیت، لوگارثم، جبر و مقابلہ، علم جفر وغیرہ محرم ۱۳۲۷ھ سنہ میں ایک فہرست تصانیف مرتب ہوئی جسکا تاریخی نام المجمل المعدد لتالیفات المجدد ہے اسوقت تک اعلحضرت قبلہ کی تصانیف کا عدد تین سو پچاس تھا اسکے بعد آخری وقت تک تصانیف کا سلسلہ علی الاتصال جاری رہا ہے وہ علیحدہ و میں اندازہ کرتا ہوں کہ اب اگر کوئی فہرست مرتب ہو تو اتنی ہی تصنیفات اور ملینگی فتاوی رضویہ جسکی بارہ ۱۲ جلدیں ہیں وہ تمام کتابوں میں زیادہ ضخیم ہے۔ اگر تمام تصنیفات کو جمع کرکے عمر شریف پر تقسیم کیا جائے تو یقیناً حضور پرنور ان چند علمائے اسلام میں شمار ہونگے جنکی عمر کے ہر دن میں کئی جزو تصنیف کا حساب پڑتا ہوگا۔ تقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان کو دیکھکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا علوم میں وہ پایہ پایا اجلۂ علما فرماتے تھے کہ گذشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا غرضکہ کم و بیش چوہتر برس تک علوم کا سمندر موجیں لیتا رہا اور ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو جمعہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح سنا ادھر روح پر فتوح نے داعی اللہ کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور پرنور نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں قرآن کریم سے خود استخراج فرمائی ہیں وہ درج ذیل کیجاتی ہیں

تاریخ ولادت	تاریخ وفات جو وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل تحریر فرمائی
اُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۱۲۷۲	وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَکْوَابٍ ۱۳۴۰